(منقول از تشحیذ الاذہان)

از

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم

دینِ حق

اس وقت جو میں یہ مضمون لکھنے لگا ہوں اس سے میری یہ غرض نہیں کہ کسی مذہب کی برائی بیان کروں یا کسی فرقہ کے اصول پر نکتہ چینی کروں یا کسی گروہ کی عیب گیری کروں یا کسی جماعت کی کمزوری آشکار کروں یا کسی سلسلہ کے نقائص پر روشنی ڈالوں بلکہ اس مضمون سے میری غرض اور منشاء اور ارادہ اور خواہش اور تمنا اور مدعا یہ ہے اور صرف یہی ہے کہ طالبان حق کے سامنے اس سچائی اور حقیقت اور معرفت اور روشنی اور نور کو ظاہر کروں جو ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اندھے کو آنکھیں بخشتا ہے اور بہرے کو کان عنایت کرتا ہے اور بیمار کو شفا دیتا ہے اور جو بحرِ گناہ میں ڈوبنے والے کو قعرِ ضلالت سے نکال کر صداقت کے سورج کی تپش میں لا بٹھاتا ہے اور اندھے کنوئیں میں گرے ہوئے انسان کو معرفت الٰہی کے پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ اور وہ اسلام ہے کہ جس کی بدولت ہزاروں نہیں لاکھوں وحشی درندوں سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بن گئے۔ یہی وہ چشمہ ہے کہ جس سے بے انتہا مخلوقات نے نہ صرف اپنے گلوں کو تر کیا اور شدتِ پیاس کو بجھایا بلکہ اپنے عزیزوں اور کنبہ داروں اور قریبیوں اور دوستوں اور آشناؤں اور واقفوں کو بھی سیر کیا۔ اس پاک مذہب کے دسترخوان پر جو بیٹھا اس نے انعامات الٰہیہ کے لطیف اور لذیذ کھانوں کو چکھا ہی نہیں بلکہ ان سے سیر ہؤا۔ غرض لاکھوں نہیں کروڑوں نے اس مذہب میں داخل ہو کر اپنی زندگی کا اصل مدعا پا لیا اور اس خالق حقیقی کے بے انتہا فیوض و برکات سے حصہ لیا کہ جن کو طالبان حق اپنے مال ' اپنی جان ' اپنی عزت ' اپنی آبرو اور اپنی بڑائی سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور جن کی خواہش میں لاکھوں باصفا انسان دنیا و مافیہا کو چھوڑ کر دیوانہ وار پھرتے ہیں۔

یہ بات ظاہر ہے اور ہر ایک شخص اسے سمجھ سکتا ہے کہ سچا مذہب وہی ہے جو خدائے تعالیٰ تک مخلوق کی رہنمائی کرے اور اس درمیانی پردہ کو اٹھا دے جو عابد و معبود میں حجاب کا کام دیتا ہے۔ اور

اپنے اندر ایک ایسی طاقت رکھتا ہو کہ ان تمام رکاوٹوں کو جو انسان اور خدا کے درمیان حائل ہوں دور کردے اور اپنے ماننے والے کو گناہوں سے نکال کر نیکی اور تقویٰ کے دریا میں غوطہ دے اور کمزور انسانوں کو ایسی طاقت عنایت کرے کہ وہ شیطان کے پنجہ سے بالکل نکل جائیں اور اس کا ان پر کوئی تسلط نہ رہے اور ان کے دلوں میں رعب حق اس قدر بٹھائے کہ وہ گناہوں کے پھندوں کو مکڑی کے جالوں کی طرح توڑ پھوڑ کر آزادی کی ہوا کھانے لگیں اور خدائے تعالیٰ کی محبت اور عشق کو ان کے قلوب میں ایسا قائم کردے کہ گویا انسان ہر وقت خدائے تعالیٰ کی معرفت میں ڈوبا ہؤا ہو اور نور ایمان کی روشنی سے اس کی زیارت میں مشغول ہو اور صفائی باطن کی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہا ہو اور مخلوق کو خدائے تعالیٰ میں ہو کر مشاہدہ کرتا ہو اور ہمدردی بنی نوع ہر گھڑی اس کے مدنظر ہو غرض کہ فنافی اللہ ہو جائے اور وہ زندگی اس کو نصیب ہو کہ وہ ہر ایک چیز کو اپنی آنکھوں سے نہیں بلکہ خدا کی آنکھوں سے دیکھے۔

اور جو مذہب ایسا نہ کرتا ہو اور اس میں یہ طاقت ہی نہ ہو کہ وہ انسان کو جو ہر وقت محبت کی تلاش میں رہتا ہے خدا کی دائمی محبت کے چشمہ سے پانی پلائے اور اس سوز فراق کو جو محب کو اپنے محبوب کی جدائی میں ہوتا ہے وصل کی ٹھنڈک سے سرد کرے اور طالب کو مطلوب کا پتہ دے اور گمراہ کو ہدایت دے اور بھولے بھٹکوں کو راہ پر لائے اور طالبان دید کو معرفت تامہ کی آنکھوں سے خدائے تعالیٰ کا دیدار کرائے اور اس کی سچی صفات کو بیان کر کے مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت کا ایک ولولہ پیدا کردے اور ایک ایسی آگ لگادے کہ جو دلوں کو پھونک دے اور سینوں کو جلادے اور دنیا و مافیہا کو خاک کر کے خدا ہی خدا کا جلوہ انسان کی آنکھوں میں ظاہر کردے اور دنیا کے سامنے وہ تجاویز پیش کرے کہ جن سے فساد دور ہوں اور دشمنیاں جاتی رہیں اور کینہ اور بغض کی آگ بھسم ہو جائے۔ اور بنی نوع انسان کے لئے وہ امن کا دروازہ کھولدے کہ جس سے ان پر انعامات و کرامات الٰہیہ کی ہوائیں خوشگوار رنگ میں محبت کی خوشبو کو ساتھ لئے ہوئے چلیں اور وہ اپنے کانوں سے اس محبوب حقیقی کی شیریں آواز کو سنیں کہ جس کی ملاقات کی تڑپ مخلوقات کے دلوں میں روز ازل سے لگی ہوئی ہے تو ایسا مذہب جھوٹا ہے اور وہ قطعاً خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ اس میں اس بارگاہ یگانہ کی طرف سے کوئی نشان موجود نہیں۔ وہ مردہ ہے اس کو اختیار کر کے کوئی کیا کرے کیونکہ وہ انسان کو خدا سے ملاتا نہیں بلکہ دور کرتا ہے اور بنی نوع انسان کی حفاظت نہیں کرتا بلکہ اس کو مصیبت میں ڈالتا ہے اور خود اس کے پیروؤں کو اس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔

پس اس کھلے اور صاف معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اسلام کے سوا اور کوئی مذہب اس پر پورا نہیں اترتا- کیونکہ اسلام قشر نہیں بلکہ ایک خوش ذائقہ مغز ہے اور مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے اور نہ صرف خود زندہ ہے بلکہ دوسروں کو بھی زندہ کرتا ہے اور اس کا ثبوت اس کے اصولوں کو دیکھنے سے خوب مل سکتا ہے چنانچہ قرآن شریف اور احادیث کو دیکھنے سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں دلائل اس مذہب کی سچائی کے ملتے ہیں جو سورج سے زیادہ روشن ہیں اور ستاروں سے زیادہ چمکتے ہیں اور چاند سے زیادہ منور ہیں اور جن کے حسن کو دیکھ کر لاکھوں آدمی پروانہ کی طرح فدا ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہوں گے- مگر چونکہ اس مضمون پر مفصل لکھنا ایک بڑے وقت کو چاہتا ہے اور اس کے علاوہ اس رسالہ میں اس کی گنجائش بھی نہیں ہو سکتی اس لئے میں اس موقعہ پر سورۃ فاتحہ سے مختصراً کچھ باتیں اخذ کر کے یہاں لکھوں گا- ہاں امید کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو آئندہ اس رسالہ میں اس قسم کے مضامین جو صرف اسلام کی صداقت ثابت کرنے والے ہوں دیتا رہوں گا-

سورہ فاتحہ جس پر میں اس وقت کچھ لکھنا چاہتا ہوں قرآن شریف کی سب سے پہلی سورۃ ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ یہ قرآن شریف کا خلاصہ ہے اور وہ تمام معارف جو کل قرآن میں مفصل کر کے بیان کئے گئے ہیں اس میں اجمالاً بیان ہیں- اور چونکہ خدائے تعالیٰ غیر محدود ہے اس لئے اس کے کلام میں بھی غیر محدود ہی معانی ہوتے ہیں چنانچہ اس سورۃ میں جو جو معانی ہیں ان پر پورے طور سے احاطہ کرنا تو ایک انسان کی طاقت سے باہر اور محال ہے ہاں فکر ہر کس بقدر ہمت اوست- جس قدر کسی کو نور قلب عطا ہؤا ہو اور جس نے جس قدر تلاش کی ہو اور اس کوچہ میں کوشش کی ہو وہ اسی قدر فائدہ حاصل کر لیتا ہے- چنانچہ اس سورۃ میں خدائے تعالیٰ کے وجود اور پھر اس کے کلام نازل کرنے اور اسلام کی سچائی کا بڑی وضاحت سے ذکر ہے مگر چونکہ اس موقعہ پر میرے مخاطب وہی لوگ ہیں جو کہ خدائے تعالیٰ کے وجود کے قائل مگر اسلام کے منکر ہیں اس لئے میں وہی ثبوت پیش کروں گا جن سے عظمت قرآن ثابت ہو- اور اس سے پہلے میں وہ آیات نقل کر دینی مناسب سمجھتا ہوں-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

چنانچہ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ سچا دین وہی ہو سکتا ہے کہ جس میں خدائے تعالیٰ اور مخلوق کے تعلق کو مضبوط کیا جائے یعنی وہ مذہب ایسی پُر معرفت اور روحانیت سے بھری ہوئی باتیں

بتائے کہ جن سے مخلوق کو خود بخود خدائے تعالیٰ سے محبت پیدا ہو اور علاوہ اس کے باقی مخلوقات پر رحم کرنے کا مادہ پیدا ہو۔ اور ایسا مذہب اپنے اندر کچھ نشانی بھی رکھتا ہو۔ اسلام نے ہر ایک پہلو کو خوب واضح کیا ہے۔ چنانچہ اول ہی بات جو اس سورۃ میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو سکھایا گیا ہے کہ وہ خدا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے وہ رَبُّ الْعَالَمِیْن ہے اور اس قابل اور لائق ہے کہ اس کی حمد کی جائے۔ چنانچہ یہ بات ہر ایک عقل مند پر ثابت ہے کہ محبت کے دو ہی طریقے ہیں ایک حسن دوسرا احسان سو اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے دونوں پہلوؤں کو لیا ہے اور بتایا ہے کہ اسلام کا خدا وہ ہے کہ جو ہر ایک چیز کا ربوبیت کرنے والا ہے اور اسے اپنے حدود کے اندر بتدریج ترقی دیتا اور بدرجہ کمال تک پہنچاتا ہے چنانچہ ہم جب دنیا پر نظر کرتے ہیں تو ہر ایک چیز میں اس صفت کا جلوہ دیکھتے ہیں اور ایک رائی کے دانہ سے لے کر بڑی سے بڑی چیز تک یہی صفت اپنا کام کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے مثلاً انسان کو ہی دیکھو ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ یہ ایک نطفہ کی طرح ہوتا ہے اور اس کو ننگی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے بلکہ بغیر مائکروسکوپ کی مدد کے اس کا دیکھا جانا بالکل ناممکن ہوتا ہے پھر اس حالت سے نکل کر جب یہ رحم مادر میں داخل ہوتا ہے تو ایک عرصہ گزرنے کے بعد اس نطفہ کی شکل ایک منجمد خون کی سی ہو جاتی ہے اور جب ایک مدت اور اس پر گزر جاتی ہے تو وہ ایک بوٹی کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس کے بعد اس میں ہڈی کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس پر گوشت چڑھ جاتا ہے اور اس کے بعد اذن الٰہی کی ایسی ہوا اس پر چلتی ہے کہ وہی بے جان چیز زندہ ہو جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ کے عظیم اور بے پایاں فیوض کو حاصل کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور اس وقت اس کی حالت میں پہلی حالت سے زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اسی ربوبیت کی طرف اشارہ ہے حضرت احدیت کا کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (المؤمنون: ۱۳-۱۵) چنانچہ یہ آیت اسی صفت ربوبیت کی تشریح میں خدائے تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ ہم اس قسم کی ربوبیت کرنے والے ہیں کہ ایک ذرا سی ناچیز چیز کو جو لیتے ہیں تو اپنی صفت ربوبیت کام میں لا کر کہاں سے کہاں تک پہنچا دیتے ہیں چنانچہ وہ اجزاء جو مٹی میں تھے ہم نے ان کو نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور پھر ہڈی اور گوشت کی شکلوں میں تبدیل کرتے ہوئے آخر اپنی صفت ربوبیت کو یہاں تک وسیع کر دیا کہ وہ بے جان چیز جاندار ہو گئی اور ایک نئی ہی مخلوق بن

گئی۔ پس اللہ تعالیٰ کی کیسی کیسی برکات ہیں کہ جن سے ایسی ایسی اعلیٰ اور کامل مخلوقات پیدا ہوتی ہیں۔ غرض کہ یہ تو انسان کی ایک مثال ہے ہر ایک چیز دنیا کی اس صفت کے ماتحت ترقی کر رہی ہے اور غور کرنے والے انسان کے لئے کثیر نفع کا باعث ہو سکتی ہے چنانچہ ہم ایک بڑ کو دیکھتے ہیں کہ اس کا بیج ایک رائی کے دانہ کے برابر ہوتا ہے مگر جب خدائے تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے ماتحت آتا ہے اور بڑھنا شروع ہوتا ہے تو وہی رائی کے برابر دانہ اتنے بڑے درخت کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے کہ سینکڑوں آدمی اس کے سایہ کے نیچے آرام کرتے ہیں غرض کہ کوئی چیز ہو بے جان ہو کہ جاندار' بڑی ہو کہ چھوٹی' ٹھوس ہو کہ سیال' سخت ہو کہ نرم خدائے تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے نیچے اپنا کام کر رہی ہے اور اگر ایک دم بھی وہ صفت اپنا کام چھوڑ دے تو یک لخت سب کارخانہ برباد ہو جائے۔ چنانچہ سورج سے لے کر شہاب ثاقب تک اور پہاڑ سے لے کر ذرہ تک اور ہاتھی سے لے کر ایک مچھر تک ہر ایک چیز اور مخلوقات کا ایک ایک جُزْءٌ لَا یَتَجَزّٰی اس کی ربوبیت کے نیچے ہے اور ہر جگہ پر اور ہر مقام پر اس کی یہ صفت اپنا کام کر رہی ہے تو پھر ایسا خدا جو اس قدر کامل ہے اور اپنی اس صفت کی وجہ سے نہ صرف حسن بلکہ احسان میں بھی بے نظیر ہے کہ جس کا مقابلہ کوئی ہستی نہیں کر سکتی تو پھر اس خدا کی حمد نہ کی جائے تو اور کس کی حمد کرنے پر انسان کا دل مائل ہو سکتا ہے۔ پس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں خدائے تعالیٰ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ دنیا کی ہر ایک چیز پر نظر ڈال کر دیکھو کہ وہ میری صفت ربوبیت کے ماتحت چل رہی ہے اور کوئی چیز بغیر میری مدد کے قائم نہیں رہ سکتی اور کل حسنوں اور کل خوبیوں اور کل نیکیوں اور کل خوبصورتیوں اور کل احسانوں کا منبع میں ہی ہوں۔ اور میری ہی ذات سے یہ تمام کارخانہ چل رہا ہے اور میں نے صفت ربوبیت کے ماتحت ہر ایک چیز کو جو کہ ضروری ہے پیدا کر دیا ہے پس باوجود اس خوبی اور حسن اور احسان کے کون ہے جو میری حمد سے دل چرائے پس جیسا کہ انسانی دل حسن و احسان کو دیکھ کر بے اختیار محبت سے بھر جاتا ہے اس آیت کی تلاوت کے ساتھ ہی انسان کا دل خدا کی طرف جھکتا ہے اور اس کی محبت جوش مارتی ہے اور ایک خود رفتگی پیدا ہو جاتی ہے اور وفور عشق سے ایک ایسا سرور پیدا ہو جاتا ہے کہ جس سے انسان خدائے تعالیٰ کے احسانات کے ذریعہ خود اس کی ہی زیارت کر لیتا ہے اور دل منور ہو جاتا ہے اور چونکہ ربوبیت ہر ایک چیز کو جو راستہ کی رکاوٹ ہوتی ہے دور کرتی ہے اس لئے ایسے شخص کے دل پر ربوبیت اپنا خاص پرتو ڈالتی ہے اور وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا دل ایک سکینت محسوس کرنے لگتا ہے تو ایسے وقت خدائے تعالیٰ کی صفت رحمانیت اپنا

اثر شروع کرتی ہے اور وہ شخص جو ربوبیت کے اسرار پر واقفیت حاصل کرلیتا ہے خدائے تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اور اس کا عشق اس کے دل میں بیٹھ جاتا ہے اور تمام دنیا کے تعلقات توڑ کر وہ بس اسی کا ہی ہو جاتا ہے اور ہر وقت اسی کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ پس جبکہ ایسی حالت اس کی ہو جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اَلرَّحِیْم بھی ہوں یعنی جو میری راہ میں کوشش کرتے ہیں ان کی خاص طور سے مدد کرتا ہوں چنانچہ فرمایا ہے کہ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبہ:۱۲۸) اور ایک دوسرے موقعہ پر اس کی اور بھی تشریح کی ہے کہ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الروم:۴۸) یعنی جب صفت ربوبیت سے انسان کا دل خدا ہی کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کی رحمانیت کو دیکھ کر وہ دنیا سے قطع تعلق کرکے ہمارا ہی ہو جاتا ہے تو اس وقت ہم اس پر صفتِ رحیمیت کا پرتو ڈالتے ہیں اور وہ ہمارے حضور میں محبوب ہو جاتا ہے اور اس وقت کے بعد اس کی مدد اور دستگیری ہم پر فرض ہو جاتی ہے اور ہم اس کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ہر میدان اور وادی میں اس کو فتح دیتے ہیں اور اس کے مخالفین کو ہلاک کرتے ہیں اور اس کے دوستوں کو عزت اور اقبال دیتے ہیں اور جو کوئی اس کا دشمن ہو وہ ہمارا دشمن ہو جاتا ہے اور ہماری غیرت اس کے لئے بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور ہم اس کے لئے آسمان سے برساتے ہیں اور زمین سے نکالتے ہیں اور گویا یہ زمین و آسمان ہی نہیں رہتا بلکہ ایک اور زمین اور نیا آسمان ہم اس کے لئے پیدا کر دیتے ہیں اس کے بعد خدائے تعالیٰ نے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کی صفت بیان فرما کر بتایا ہے کہ جب وہ شخص ہمیں اس قدر پیارا ہو جاتا ہے تو پھر ہم اس کی شان اور مرتبہ کے مطابق ایک فیصلہ کرتے ہیں کہ جس سے اس کے مخالفین ہلاک ہو جاتے ہیں اور فتح و نصرت ان لوگوں کے نام پر ہوتی ہے چنانچہ جیسا موقعہ ہو جسمانی طور سے خواہ روحانی طور سے ان کو دنیا کا مالک بنا دیا جاتا ہے چنانچہ ایک اور جگہ پر فرمایا کہ اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ (الحج:۵۷-۵۸) یعنی جب کہ انسان ترقی کرتا کرتا ہمارا پیارا ہو جاتا ہے تو ہم اس کے اور اس کے مخالفین کے لئے ایک فیصلہ کا دن بناتے ہیں جس میں کہ ہم خاص طور سے اپنا جلال ظاہر کرتے ہیں اور ان کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں چنانچہ جو ہمارے نیک بندے کے احباب ہوتے ہیں وہ تو اس دن بڑے امن اور چین کی حالت میں ہوتے ہیں اور مخالفین خائب و خاسر ہو کر غم و غصہ اور ناکامی اور ذلت کی آگ میں جلتے ہیں اور یہ دنیا ہی ان کے لئے دوزخ ہو جاتی ہے۔ اور مؤمن اسی دنیا میں جنت کا مزہ چکھ لیتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ لَا

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ:۳۹) یعنی ان کو نہ کچھ خوف رہتا ہے اور نہ غم اور وہ خدائے تعالیٰ کی عنایات کا خوشگوار پھل کھاتے ہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے کہ بہشتی کہیں گے کہ هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ (البقرہ:۲۶) یعنی یہ مزہ تو ہم دنیا میں بھی کامیابی کے رنگ میں چکھ چکے ہیں جو کہ اب آکر مکمل طور سے اٹھا رہے ہیں۔

غرض کہ ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے اول تو اپنی کلّی صفات کا مجملاً ذکر کیا ہے کیونکہ اللہ کا لفظ ہی ان تمام صفات پر دلالت کرتا ہے جو کہ خدائے تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں اور جو ہر قسم کی نیکی پر مشتمل ہیں اور ہر قسم کی بدی سے مبرّا ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں مختلف جگہ پر آتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ (النور:۱۱) اور اِنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (النور:۲۱) سورہ انفال میں اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (الانفال:۱۸) حج میں اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ (الحج:۷۶) بقرہ میں اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (البقرہ:۱۹۷) توبہ میں اِنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (التوبہ:۷۸) مائدہ میں اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ:۳۵) مجادلہ میں اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (المجادلہ:۳) حج میں اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ۔ (الحج:۶۵) ذاریات میں اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ (الذاریات:۵۹) حج میں اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (الحج:۴۱-۷۵) اٰل عمران میں وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (آل عمران:۱۵۷) اور سورہ حشر میں اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ اور هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (الحشر:۲۴-۲۵) غرض یہ کہ اول تو لفظ اللہ میں مجملاً اور پھر رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ:۳-۴-۵) میں ذرا کھول کر وہ تمام خوبیاں بیان کردی گئی ہیں کہ جو اللہ کی ذات میں پائی جاتی ہیں اور کل بدیوں سے اسے مبرّا کر دیا ہے سو جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں سچے مذہب کی نشانی یہ ہے کہ وہ انسان کو خدائے تعالیٰ سے محبت پیدا کرائے نہ کہ نفرت سو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ:۲-۳-۴-۵) سے بڑھ کر اور کوئی راہ نہیں کہ انسان کو خدا سے تعلق پیدا کروایا جائے۔ کیونکہ انسان فطری طور سے ایسا محبوب چاہتا ہے کہ جو خوبصورت اور خوب سیرت ہو اور کوئی مذہب نہیں جس نے خدا کو ایسا پاک اور پیارا اور محسن دکھایا ہو جیسا کہ اسلام نے بتایا ہے اور چونکہ وہ ہستی جس نے اس کارخانہ کو اس خوبی سے چلایا ہوا ہے سب سے زیادہ کامل چاہئے اور سب صفات حسنہ اس میں پائی جانی چاہییں تاکہ وہ ناقص نہ رہ جائے اس لئے سچے مذہب کا فرض ہے کہ وہ ان تمام صفات حسنہ کو پیش کرے اور خدائے تعالیٰ کو اصلی اور سچے رنگ میں لوگوں کو دکھائے نہ کہ ایسے رنگ میں

کہ ایک معشوق نہایت خوبصورت ہو مگر اس کی ناک کٹی ہوئی ہو یا اندھا ہو یا بہرا ہو یا کان ندارد یا ہاتھ پاؤں سے عاری ہو کیونکہ اگر کوئی مذہب خدائے تعالیٰ کو ایسے رنگ میں پیش کرے کہ اس میں صفات حسنہ کامل طور سے نہ پائی جائیں یا یہ کہ ان میں کسی قدر کمزوری رہ جائے یا بدی پائی جائے تو ایسا مذہب بالکل جھوٹا ہے کیونکہ وہ نہ صرف خدا کو ناقص قرار دیتا ہے بلکہ نقص کو مان کر چونکہ خدا کا حادث ہونا بھی ثابت ہوتا ہے اس لئے قریباً خدا کا منکر ہی ہے۔ پس جیسا کہ ہم اوپر بتا آئے ہیں خدائے جہان وجہانیان نے اسلام میں قرآن شریف میں اپنی صفات حسنہ آپ ہی بتائی ہیں کیونکہ وہ غیر محدود ہے اور اس کی صفات کی کنہ اور اصلیت کو سوائے اس کے کوئی اور ہستی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ اس کے سوا سب چیزیں محدود ہیں اور جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں ان مذکورہ بالا آیتوں میں ان کا نچوڑ بیان فرمایا ہے اور کوئی نیک صفت نہیں جو کمال کو چاہتی ہو اور خدائے تعالیٰ میں اسلام نے ثابت نہ کی ہو مگر اس کے برخلاف دیگر مذاہب میں ایسا نہیں ہے اور اگر ہے تو یہ بار ثبوت ہمارے مخالفین پر ہے کہ ان کی الہامی کتب نے بھی خدائے رحیم کی صفات پر ایسی روشنی ڈالی ہے اور اگر ایسا نہیں کیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ قطعاً ایسا نہیں کیا تو پھر جبکہ انہوں نے خدائے تعالیٰ کی ان صفات کو جو انسان سے تعلق رکھتی ہیں بیان ہی نہیں کیا تو لوگ خدائے تعالیٰ کو سمجھ ہی کیا سکتے ہیں یعنی جبکہ ان کو بتایا ہی نہیں گیا کہ خدائے تعالیٰ کون سی ہستی ہے اور اس میں کونسی صفات پائی جاتی ہیں تو پھر انسان کو اس سے تعلق پیدا کرانا کس طرح ممکن ہے ایک چیز جس کا زید کو علم ہی نہیں وہ اس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے یہ ممکن ہے کہ ایک چیز ہی نہ ہو اور وہمی طور سے اس کی ایک تعریف کر کے انسان اس سے محبت کرنے لگے جیسے بعض لوگ کیمیا سے۔ لیکن نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز کو انسان جانتا ہی نہ ہو نہ وہمی طور سے نہ علمی طور سے اور نہ یقینی طور سے اور پھر اس سے محبت بھی کرے اور تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ پس جبکہ غیر مذاہب خدا کی صفات پر روشنی ڈالتے ہی نہیں اور اگر ڈالتے ہیں تو اس کو نکٹا اندھا بہرا یا بے دست و پا بتاتے ہیں تو اسلام کے مقابلہ پر جو خدا کو کل صفات حسنہ کا متصف اور برائیوں سے مبرّا قرار دیتا ہے کیونکر ٹھہر سکتے ہیں پس اصل اور سچی بات یہی ہے کہ سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب خدا کو اس رنگ میں پیش نہیں کرتا کہ اس سے محبت ہو سکے بلکہ ان کے پیش کردہ اصول کے مطابق خدا سے گھن آتی ہے اور نفرت پیدا ہوتی ہے پس اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔

اس کے علاوہ انہی آیات سے ایک اور بھی بات نکلتی ہے جو کہ اسلام کی سچائی اظہر من الشمس

کردیتی ہے اور وہ یہ کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں خدائے تعالیٰ نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ میں تمام عالموں کا رب ہوں یعنی خواہ کسی ملک کا باشندہ ہو یا کوئی زبان بولنے والا ہو یا کیسے اخلاق سے ہی متصف ہو سورج اور چاند اور دیگر ستارے اور پانی اور ہوا اور زمین اور آگ اور جمادات اور نباتات میں نے ہر قسم کے لوگوں کی ربوبیت کے لئے پیدا کر دیئے ہیں۔ کسی سے بخل نہیں کیا کیونکہ میں رَبُّ الْعَالَمِیْن ہوں سو اسی طرح صاف بات ہے کہ جب سب دنیا میری بنائی ہوئی ہے اور میں نے ان کے لئے جسمانی آسائش اور آرام کے سامان مہیا کیئے ہیں تو کیا ان کی روح کے لئے کچھ فکر نہ کروں گا سو جیسا کہ میں جسمانی عالم کا پرورش کرنے والا ہوں ایسا ہی روحانی عالم کا بھی ہوں جیسا کہ فرمایا کہ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ (الملک:۳۱) یعنی ان سے کہو کہ اگر تمہارا پانی سوکھ جائے تو کون ستھرا پانی عنایت کرتا ہے یعنی جبکہ تم کو اس جسمانی زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور جب ضرورت ہوتی ہے تو خدا نازل کرتا ہے تو کیا روحانی زندگی جو ابدی ہے اس کے لئے الہام الٰہی یا پانی نازل نہ کرے گا۔ پھر دوسری جگہ فرمایا کہ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (بنی اسرائیل:۸۶) یعنی کہہ دے کہ یہ الہام و وحی جو ہے یہ تو ربوبیت کی صفت کے ماتحت لازمی ہے اور ربوبیت سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ پس جسمانی ربوبیت کو دیکھتے ہوئے اس کے کیوں منکر ہوتے ہو اور پھر قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ (فاطر:۲۵) یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ہم نے اپنا مأمور نہ بھیجا ہو سو اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے بدلائل ثابت کیا ہے چونکہ ربوبیت عام ہے اس لئے جسمانی رنگ میں بھی عام ہے اور روحانی رنگ میں بھی یعنی ہر ایک قوم کے باشندوں کو جو الہام الٰہی پانے کے مستحق ہوں الہام کیا جاتا ہے یعنی وہ رحمانیت و رحیمیت کے مقتضیٰ کو پورا کرتے ہوئے یَوْمُ الدِّیْن میں پاس ہو جائیں تو ان کے لئے الہام الٰہی کا دروازہ کھلا ہے اور چونکہ یہ ربوبیت ہر زمانہ کیلئے ہے اسی لئے اسلام نے ہر زمانہ میں ایک مجدد بتلایا ہے تاکہ لوگ الہام کو ہر زمانہ میں دیکھتے اور آزماتے رہیں۔ پس بتاؤ کہ کیا وہ مذہب جو یہ بتاتا ہے کہ میں نے کسی زمانہ میں اپنے پیرؤوں کو خدا سے ملایا تھا سچا ہوگا؟ یا وہ جو کہتا ہے کہ میں ہر وقت دکھا سکتا ہوں؟ اور کیا وہ مذہب جو خدائے تعالیٰ کی سب نعمتوں کو ہر زمانہ اور ہر مکان کے لئے عام کرتا ہے محبت کے قابل ہے یا وہ جو خدا کو اب معطل مانتا ہے گویا کہ اب وہ بہرہ ہے۔

پس اب میں گنجائش کے مطابق کافی طور سے لکھ چکا ہوں کہ اسلام ہی ہے جو انسان اور خدا کے تعلقات کو مضبوط کرتا ہے اور انسان کے دل میں اس خالق حقیقی کی محبت کا فوارہ جاری کردیتا

ہے اور اگر کسی اور مذہب کے پیرو کا اس کے برخلاف یقین ہو تو وہ اس کے مقابلہ میں اپنی کتاب میں سے دعویٰ اور دلائل پیش کرے ورنہ بے فائدہ جھگڑوں سے کیا فائدہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

میرزا محمود احمد

(تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۰۹ء)